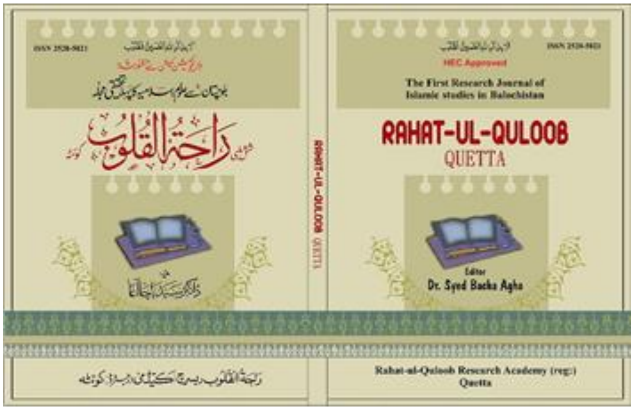

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاملات میں مماثلت، رعایت ورخصت کا فقہ حنفی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Equivalence, permissibility and leniency with non-Muslims on socio- economic interactions a point view of Hanafi Jurisprudence

AUTHORS

1. Dr. Sajjad Ali Raeesi, Associate Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Lateef University, Khairpur Miras. Email: sajjad.ali@salu.edu.pk
2. Bilawal Hussain Magsi, Lecturer in Islamic Studies, SBB University of Technology and Skill Development, Khairpur Miras.

How to Cite: Dr. Sajjad Ali Raeesi, and Bilawal Hussain Magsi. 2021. "URDU: غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاملات میں مماثلت، رعایت ورخصت کا فقہ حنفی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ: Equivalence, Permissibility and Leniency with Non- Muslims on Socio-Economic Interactions a Point View of Hanafi Jurisprudence". *Rahat-Ul-Quloob* 5 (2), 111-23. https://doi.org/10.51411/rahat.5.2.2021/372.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/372

Vol. 5, No.2 || July–Dec 2021 || URDU-Page. 111-123

Published online: 13-09-2021

QR. Code

غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ معاملات میں مماثلت، رعایت ورخصت کا فقہ حنفی کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

Equivalence, permissibility and leniency with non-Muslims on socio-economic interactions a point view of Hanafi Jurisprudence

[1]سجاد علی رئیسی [2]بلاول حسین مگسی

ABSTRACT

Islam is such a unique and universal Religion that permits every creed of Global to enjoy the freedom of their religion, this is a religion which is for all, free of religious Boundaries allowing each of the theology bent of minds, school of thoughts and people around the Global Village. It tends to shower such a leniency, flexibility, authority for the basic needs of common people in common belonging different communities, Religions, etc. this is beauty of Islam who cares especially for non-Muslims as to fulfil their Fundamental rights of their religion and socio-economic concernments. Islamic Law enjoy benefits that leave good, positive effect on natures of human being. In this regard Hanafi Jurisprudence is one of thorough, extensive, broadened and vast Implemented Fiqh out of famous Schools of Islamic Laws that lights upon long life as well as effective laws for different Schools, where each person belong to different spheres and fields. In this paper tried to discuss at length through laws of Hanafi Jurisprudence that non-Muslim have a great sense of leniency, equality protection favors and flexibility in different walks of life at the wake of social dealings and Economic interactions.

Key Words: HanafiJurisprudence,socio-economic interactions, Equivalence, leniency, permissibility.

اللہ نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو عزت کے تاج سے سرفراز فرمایا، اس کو زندگی کی ضروریات میں اپنے ہی بنی نوع کا محتاج بنایا اور ضروریات کی تکمیل کے لئے جامع ومانع قوانین سے ہمکنار فرمایا۔ انسانوں کو ایک دوسرے سے امن ومحبت کے ساتھ زندگی گذارنے اور معاشرے کے معاملات میں انصاف فراہم کرنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ کے یہاں پسندیدہ دین اسلام ہے، جو انسانیت کے لئے آخری اور کامل ہے اور اسلام اپنے اندر نظامِ زندگی کے بہترین اصول وقوانین کے باعث تمام مذاہب اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ انسانی معاشرے کے درمیان مساوات اور انسانی حقوق میں سب کی شرکت اسلام کا ایک اہم انقلابی تصور ہے۔ اسلام ایک فطری اور آفاقی دین ہے اس نے نہ صرف اپنے ماننے والوں کے بلکہ غیر مسلموں کے بھی حقوق بیان کیے ہیں، ان کے مذہبی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی حقوق کی پاسداری پر زور دیا ہے۔ ان حقوق میں سے زندگی کا ایک عظیم باب معاملات کا ہے، جس کے بغیر نظام زندگی نامکمل اور درہم برہم ہے۔ جس میں معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ وابستگی، لین دین اور روزمرہ کے سماجی معاملات کو واضح بیان کیا ہے، اور غیر مسلموں کو کئی معاملات میں مسلمانوں کے ساتھ برابری، رعایت اور رخصت سے نوازا ہے۔ اسلام کا نظامِ قانون بنیادی طور پر قرآن وحدیث سے ماخوذ

ہے اور ان کے نچوڑ کو فقہ اسلامی سے تعبیر کیا جاتا ہے، فقہ اسلامی میں زندگی گذارنے کے ہر قانون اور نت نئے مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے اور فقہی مسالک میں سے فقہ حنفی کو ایک بہت بڑی مقبولیت اور ہمہ گیریت حاصل ہے۔

فقہاء اسلام نے احکام شریعت کو چار قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ جنتی زیور کتاب میں ہے: "فقہ اسلامی میں مسائل شریعت چار قسم کے ہیں، پہلی قسم وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان و عقیدہ سے ہے جیسے توحید' رسالت' قیامت وغیرہ کا بیان۔ دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جو بدنی و مالی عبادتوں سے تعلق رکھتی ہیں جیسے نماز روزہ اور حج وزکوۃ وغیرہ۔ تیسری قسم وہ باتیں ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ لین دین اور معاملات سے ہے۔ جیسے خرید وفروخت' نکاح وطلاق' حکومت وسیاست وغیرہ چوتھی قسم ان اوصاف کا بیان جو انسان کے اخلاق وعادات اور نفسانی جذبات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جیسے شجاعت' سخاوت' صبر وشکر وغیرہ"[1]۔ لیکن اس آرٹیکل میں فقہ حنفی کی روشنی میں غیر مسلموں کیلئے فقہ کے وسیع ترین باب معاملات میں سے جو رعائتیں اور جواز کے مختلف احکام بیان کیے گئے ہیں ان کو ذکر کیا جائیگا۔

معاملات کے لغوی معنٰی:

معاملات، معاملۃ کی جمع ہے اور معاملۃ، عامل یعامل سے باب مفاعلہ کا مصدر ہے، اس کے معانی القاموس الوحید میں کچھ یوں بیان کیے گئے ہیں: "کسی کے ساتھ معاملہ کرنا، لین دین کرنا، سلوک کرنا، برتاؤ کرنا اور طرز عمل اختیار کرنا۔"[2]

معاملات کے اصطلاحی معنٰی:

اس سے مراد شریعت کے وہ احکام ہیں جو امور دنیا سے متعلق ہوں اور معاشرے میں لوگوں کے ضروریات اور حاجات سے بحث ہو۔ چنانچہ اس کی اصطلاحی تعریف حاشیہ ابن عابدین میں کچھ یوں ہے:

ما کان المقصود منھا فی الاصل قضاء مصالح العباد کالبیع والکفالۃِ والحوالۃِ ونحوھا۔[3]

ترجمہ: جس میں اصلِ مقصود لوگوں کی ضروریات اور حاجات کی تکمیل ہو جیسے بیع، کفالہ، حوالہ وغیرہ۔

دنیا کی تقسیم احکام شریعت کے اعتبار سے:

بنیادی طور پر فقہاء اسلام نے احکام شریعت کے اعتبار سے پوری دنیا کی تقسیم دو طرح سے کی ہے۔ دار الحرب، دار الاسلام۔

دار الحرب

وہ ملک جہاں شعائر اسلام جاری نہ ہوتے ہوں اور مسلمان کسی اور کو امن نہ دے سکتے ہوں اور نہ ہی خود کو امن حاصل ہو۔ چنانچہ عبد الوہاب خلاف نے اپنی کتاب السیاسۃ الشرعیۃ میں دار الحرب کی تعریف یوں بیان کی ہے:

ھی الدار التی لاتجری علیھا احکام الاسلام ولایامن من فیھا بامان المسلمین۔[4]

ترجمہ: وہ ملک جہاں احکام اسلام جاری نہ ہوتے ہوں اور نہ مسلمان کسی ایک اور کو امن دے سکتے ہوں۔

اس پر فقہاء اسلام کی تو مختلف تعریفات منقول ہیں اور ان تعریفات کا بہترین نچوڑ فتاوٰی رضویہ میں کچھ یوں ہے: "وہ دار (ملک) جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلُّط ہو گیا جس نے شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت یک

لَخت اٹھادیئے اور شعائرِ کُفر جاری کر دیئے اور کوئی شخص اَمان اول پر باقی نہ رہااور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گھری ہوئی نہیں تووہ دارالحرب ہے۔"[5]

دارالاسلام

وہ ملک جہاں شعائر اسلام جاری ہوتے ہوں اور مسلمانوں کو خود کو بھی امن حاصل ہو اور کسی اور کو امن دے سکتے ہوں۔ السیاسۃ الشرعیۃ میں ہے:

ھی الدار التی تجری علیھا احکام الاسلام ویامن من فیھا بامان المسلمین سواء اکانوا مسلمین ام ذمیین۔[6]

ترجمہ: وہ ملک جہاں احکام اسلام جاری ہوتے ہوں اور مسلمان کسی اور مسلمان یا ذمی کو امن دے سکتے ہوں۔

اور فتاوٰی رضویہ میں اس کی تعریف کچھ یوں درج ہے:"وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے (تو بھی دارالاسلام ہے)۔"[7]

دارالاسلام میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کے اقسام

کافر اصلی غیر ذمی ومستامن (حربی)

وہ کافر جس نے مسلمانوں سے جزیہ کے عوض عقد ذمّہ (یعنی اپنی جان ومال کی حفاظت کا عہد) نہ کیا ہو۔ جیسے اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) اور غیر اہل کتاب جیسے مجوس، مشرک اور صابئ وغیرہ۔[8]

کافر اصلی ذمی

اگر کافروں نے دین حق کو قبول نہ کیا تو بادشاہ اسلام ان پر جزیہ مقرر کر دے کہ وہ ادا کرتے رہیں اور ایسے کافر کو ذمی کہتے ہیں۔[9]

کافر اصلی مستامن

مستامن وہ شخص ہے جو دوسرے ملک میں امان لیکر گیا۔ دوسرے ملک سے مراد وہ ملک ہے جس میں غیر قوم کی سلطنت ہو یعنی حربی دارالاسلام میں یا مسلمان دارالکفر میں امان لیکر گیا تو مستامن ہے۔[10]

غیر مسلموں کے ساتھ معاملات میں عمومی حکم

کافر اصلی غیر ذمی کا عمومی حکم

وہ غیر مسلم جو ذمی نہ ہوں بلکہ حربی ہو جن کے ساتھ کسی قسم کا عہد بھی نہ ہو، اسلام نے ان کے ساتھ بھی معاملات میں رعایت برتی ہے اور معاشرتی معاملات کی اجازت دی ہے. چنانچہ غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کے عمومی حکم کو خلاصتاً "فتاوٰی رضویہ میں کچھ یوں بیان کیا گیاہے:"اور غیر ذمی سے بھی خرید وفروخت، اجارہ واستیجار، ہبہ واستیہاب بشروطہا جائز اور خریدنا مطلقاً ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو اسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلاف شرع نہ ہو، اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء نہ ہو، ایسے ہی امور میں اجرت پر اس سے کام لینا یا اس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز

نہ ہو، اس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے، وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال، یونہی ایک حد تک معاہدہ و مواعدت کرنا بھی، اور جو جائز عہد کر لیا اس کی وفا فرض ہے، اور غدر حرام الی غیر ذلک من الاحکام۔"[11]

کافر اصلی ذمی کا عمومی حکم

ذمی جو اسلامی ریاست کی حفاظت کے تلے ہوں اور اس پر جزیہ بھی دیتے ہوں تو وہ اکثر احکام میں مسلمانوں ہی کی طرح ہیں۔ چنانچہ فتاوٰی رضویہ میں ہے کہ: "ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے: لھم مالنا وعلی ھم ماعلینا۔[12] ان کے لئے ہے جو ہمارے لئے اور جو ان پر ہے ہم پر۔ یعنی دنیاوی منافع میں ہماری طرح ان کو بھی حصہ دیا جائے گا اور دنیوی مواخذہ ان پر بھی وہی ہو گا جو ایک مسلمان پر کیا جائے گا۔"[13]

کافر اصلی مستامن کا عمومی حکم

مستامن غیر مسلم ہو یا مسلمان ہو دونوں صورتوں میں ان پر معاملات میں نرمی برتی جائے گی اور دوسروں کی عزت، جان اور مال کا تحفظ ان پر لازم ہو جائے گا۔ چنانچہ بحر الرائق میں ہے: "مستامن کافر جب تک دار الاسلام میں ہے وہ معاملات میں ذمی ہی کی طرح ہے۔"[14]

اور اگر مسلم مستامن ہو یعنی اگر مسلمان دارالحرب گیا تب بھی وہاں والے لوگوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانا اس پر حرام ہے۔ جیسا کہ جوہرہ نیرہ میں ہے: "اور اسی طرح اگر دارالحرب میں مسلمان امان لیکر گیا تو وہاں والوں کی جان و مال سے تعرض کرنا اس پر حرام ہے کہ جب امان لی تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے۔"[15]

معاملات میں غیر مسلموں کے ساتھ مماثلت اور رعایت کی صورتیں

معاملات میں خبر کا معتبر ہونا

شریعت میں غیر مسلموں کی معاملات میں خبر کا اعتبار کیا جائیگا اور ان کی بات کو مانا جائیگا۔ چنانچہ درر الاحکام میں ہے:

اصلہ ان خبر الکافر فی المعاملات مقبول بالاجماع۔[16]

ترجمہ: معاملات میں کافر کی خبر اجماعاً مقبول ہے دیانات میں نہیں۔

نکاح اور اس کے لوازمات میں مماثلت اور رعایت کی صورتیں

نکاح میں مماثلت

احکامِ نکاح میں غیر مسلم مسلمانوں سے مماثلت رکھتے ہیں یعنی جو احکام مسلمانوں کے لئے ہیں وہی غیر مسلموں کے لئے بھی ہیں سوائے چند اصولوں کے جن میں غیر مسلموں کو رخصت حاصل ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے:

(وتثبت) بقیة (احکام النکاح فی حقھم کالمسلمین من وجوب النفقة فی النکاح ووقوع الطلاق ونحوھما)کعدةٍ ونسب وخیار بلوغ وتوارث بنکاح صحیح وحرمةِ مطلقةٍ ثلاثا ونکاح محارم۔[17]

ترجمہ: باقی نکاح کے احکام غیر مسلموں پر وہی ہیں جو مسلمانوں پر ہیں، مثلاً وجوب نفقہ، وقوع طلاق، عدّت، نسب، خیار بلوغ،

نکاح صحیح کے ذریعے وارث ہونا، تین طلاق شدہ عورت اور محارم سے نکاح کا حرام ہونا۔

اور اسی طرح جو نکاح مسلمانوں میں جائز وہ ذمیوں میں بھی جائز ہے۔ جیسے المحیط میں ہے:

وکل نکاح جائز بین المسلمین فھو جائز بین أھل الذمۃ۔[18]

ترجمہ: جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے وہ ذمیوں میں بھی جائز ہے۔

لیکن بعض قسم کے نکاح وہ ہیں جو صرف غیر مسلموں میں جائز ہیں مسلمانوں میں نہیں۔ جیسا کہ در مختار میں ہے: "جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اُس طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر بعض اس قسم کے نکاح ہیں جو مسلمان کے لیے ناجائز اور کافر کرلے تو ہو جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو مثلاً بغیر گواہ نکاح ہوا یا عورت کافر کی عدّت میں تھی، اس سے نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں۔"[19]

اہل کتاب سے نکاح

اسلام نے اہل کتاب کے ساتھ بھی نکاح کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کے وہ شرک نہ کرتے ہوں اور توحید پر قائم ہوں۔ چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے: " یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے۔ مگر یہ جواز اُسی وقت تک ہے جب کہ اپنے اُسی مذہبِ یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں، جیسے آجکل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو اُن سے نکاح نہیں ہو سکتا، نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔"[20]

اور اگر عورت ادیان سماویہ میں سے کسی بھی دین میں منتقل ہو جائے تو اس کی تبدیلی کی وجہ سے بھی تفریق نہ ہو گی بلکہ وہ عورت اس مسلمان مرد کے نکاح میں ہی باقی رہے گی۔ در مختار میں ہے:"شوہر مسلمان ہو گیا اور عورت مجوسیہ تھی اور یہودیہ یا نصرانیہ ہو گئی تو تفریق نہیں۔ یوہیں اگر یہودیہ تھی اب نصرانیہ ہو گئی یا بالعکس تو بدستور زوجہ ہے۔ یونہی اگر مسلمان کی عورت نصرانیہ تھی، یہودیہ ہو گئی یا یہودیہ تھی، نصرانیہ ہو گئی تو بدستور اس کی عورت ہے۔ یونہی اگر نصرانی کی عورت مجوسیہ ہو گئی تو وہ اس کی عورت ہے۔"[21]

اور اگر دونوں مسلمان ہو گئے پھر بھی ان کو رعایت حاصل ہے کہ وہ بدستور اپنے پرانے نکاح پر باقی ہیں جدید نکاح کی ضرورت نہیں چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے:"مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی نکاح سابق باقی ہے جدید نکاح کی حاجت نہیں۔"[22]

نکاح کا ولی ہونا

ایک مسلمان کو کسی غیر مسلم پر اور اسی طرح ایک غیر مسلم کو کسی مسلمان پر ولایت حاصل نہیں البتہ اسلام نے غیر مسلموں کے معاملات کی رعایت کرتے ہوئے ان کو ایک دوسرے پر ولایت دی ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:"کافر اصلی، کافر اصلی کا ولی ہے۔"[23]

شراب و خنزیر کا مہر ہونا

فقہ اسلامی میں غیر مسلموں کو شراب و خنزیر پر خصوصی رعایتیں حاصل ہیں جو مسلمانوں کو نہیں، جن میں شراب و خنزیر کا مال

بننے، خرید و فروخت کرنے اور یہاں تک کہ ان کو نکاح میں مہر بھی بنا سکتے ہیں۔ فتاوی ہندیہ میں ہیں:"جو چیز مسلمان کے نکاح میں مہر ہو سکتی ہے، وہ کافر کے نکاح میں بھی ہو سکتی ہے اور جو مسلمان کے نکاح میں مہر نہیں ہو سکتی، کافر کے نکاح میں بھی نہیں ہو سکتی سوا شراب و خنزیر کے کہ یہ کافر کے مہر میں ہو سکتے ہیں، مسلمان کے نہیں۔"[24]

بیع اور اس کے لوازمات میں رعایت کی صورتیں

غیر مسلموں (ذمی) کے ساتھ کاروباری معاملات اور خرید و فروخت جائز ہے لیکن سود پھر بھی ناجائز ہے البتہ وہ آپس میں شراب اور خنزیر کی بیع کر سکتے ہیں۔ بحر الرائق میں ہے:

فكل ما جاز لنا من البياعات من الصرف والسلم وغيرهما جاز له وما لا يجوز من الربا وغيره لا يجوز له إلا الخمر والخنزير فإن عقدهم فيها كعقدنا على العصير والشاة فيجوز له السلم في الخمر دون الخنزير۔[25]

ترجمہ: بیع کی ہر وہ قسم جو مسلمانوں میں جائز ہے وہ ذمیوں کے لئے بھی جائز ہے جیسے بیع صرف اور سلم وغیرہ اور جو چیزیں مسلمانوں میں ناجائز ہیں جیسے سود وغیرہ وہ ذمیوں کے لئے بھی ناجائز ہیں سوائے خمر (شراب) اور خنزیر کے کیونکہ کُفّار کے لیے شراب اور خنزیر ایسے ہیں جیسے ہمارے لیے سِرکہ اور بکری تو ان کیلئے خمر میں تو بیع سلم جائز ہے لیکن خنزیر میں نہیں۔

ملازمت اور عہدوں پر رعایت کی صورتیں

کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے پاس ملازمت کرے یا کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کے پاس ملازم کرے شریعت میں یہ دونوں جائز ہیں چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے:"کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس کے لئے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جاسکتا، ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اُس وقت بھی نہ ہو گا مگر یہ کہ اُس کے مذہب وعقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا، بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت عظیم گناہ ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم"[26]۔

اور فتاوٰی امام طاہر بخاری میں ہے: مسلم اجر نفسه من مجوسى لاباس به "مسلمان کسی مجوسی کے یہاں مزدوری کرے تو حرج نہیں"[27]۔ اسی طرح کے اجارے کے کچھ جزئیات فقہاء نے اور بھی بیان کیے ہیں جس میں کوئی بھی مسلمان کسی کافر کو اجیر رکھ سکتا ہے: فتاوی ہندیہ میں ہے:"مسلمان نے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے کسی کافرہ کو مقرر کیا یا ایسی عورت کو مقرر کیا جو صحیح النسب نہ ہو یہ جائز ہے یعنی اجارہ صحیح ہے"[28]۔ "مسلمان نے کسی کافر کو رہنے کے لیے مکان کرایہ پر دیا یہ اجارہ جائز ہے کوئی حرج نہیں۔"[29]

حدود میں رعایت اور مماثلت کی صورتیں

انصاف کی فراہمی اور جرائم کی روک تھام کیلئے اسلامی سزائیں مقرر کی گئی ہیں جو ہر مجرم پر لاگو ہونگی لیکن اسلام میں پھر بھی اقلیتوں کے مذہب کی رعایت کی گئی ہے اور کئی اسلامی جرائم میں ان کو سزا نہ سنائی ہے۔ اور قصاص میں ذمی سے تو برابری کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ فتاوی ہندیہ

میں ہے: "مسلم کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حربی یا مستامن کے بدلے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح مستامن سے مستامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے" اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سب کی دیت کو برابر برابر رکھا ہے، چنانچہ اسی فتاوی ہندیہ میں ہے: "مسلم، ذمی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے"[30]۔

اور اگر مسلمان شراب پیئے تو اس پر حد ہے لیکن غیر مسلم شراب پیئے تو اس پر کوئی حد نہیں، کیونکہ شریعت میں ان کو شراب و خنزیر کے معاملے میں رعایت حاصل ہے۔ چنانچہ بہار شریعت میں ہے: "مسلمان، عاقل، بالغ، ناطق، غیر مضطر بلا اکراہ شرعی خمر کا ایک قطرہ بھی پیے تو اوس پر حد قائم کی جائے گی جبکہ اوسے اس کا حرام ہونا معلوم ہو۔ کافر یا مجنون یا نابالغ یا گونگے نے پی تو حد نہیں۔"[31]

قضا اور شہادات میں رعایت کی صورتیں

غیر مسلموں کی آپس میں ایک دوسرے کی گواہی قبول ہے اور شریعت میں ان کی گواہی پر ان کے معاملات کا فیصلہ کیا جائیگا۔ گواہی کے قابل قبول ہونے کے بعض صورتیں یہ ہیں۔

1۔ "ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی۔ یوہیں ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔"[32]

2۔ "اگر کتابیہ سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمّی کافر بھی ہو سکتے ہیں، اگرچہ عورت کے مذہب کے خلاف گواہوں کا مذہب ہو، مثلاً عورت نصرانیہ ہے اور گواہ یہودی یا بالعکس۔ یوہیں اگر کافر و کافرہ کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں اگرچہ دوسرے مذہب کے ہوں۔"[33]

3۔ "کسی مرد کافر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہو گا۔ اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہو گا۔"[34]

غیر مسلم کا قاضی بننا

اسلام میں غیر مسلم قاضی تو بن سکتا ہے لیکن کفار کے معاملات پر، نہ کہ مسلمانوں کے معاملات پر۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے: "کافر کو قاضی بنایا اس لیے کہ وہ کفار کے معاملات کو فیصل کرے، یہ ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اُسے اختیار نہیں۔"[35]

میراث میں رعایت

غیر مسلم ایک دوسرے کے تو میراث کے مستحق ہونگے لیکن کسی مسلمان کے وارث نہیں ہونگے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے کہ: "کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوسی، بت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔"[36]

تبرعات میں رعایت کی صورتیں

وصیت کے احکام میں رعایت:

اسلام نے جس طرح غیر مسلموں کے بنیادی حقوق کو بیان کیا ہے اسی طرح ان کے خواہشات، تمنائیں اور آرزوؤں کا بھی مرہم رکھا ہے۔ وصیت کے باب میں غیر مسلموں کو ان کی خواہش کے مطابق جو وصیتیں اسلام مخالف نہ ہو ان کا لحاظ رکھا ہے اور اس کے مختلف احکام بیان کیے ہیں۔

1۔ ذمی کی وصیت

ذمی کی وصیت چار طرح کی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہدایہ میں ہے کہ: "ذمی کی وصیّت کی چار قسمیں ہیں (1) ایک یہ کہ وہ ایسی شے کی وصیّت کرے جو اس کے اعتقاد میں قربت وعبادت ہو اور مسلمانوں کے نزدیک قُربت وعبادت نہ ہو جیسے کہ ذمی وصیّت کرے کہ اس کے خنزیر کاٹے جائیں اور مشرکوں کو کھلائے جائیں تو اگر وصیّت متعین ومعدود لوگوں کے لئے ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں، (2) دوسرے یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیّت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک قربت وعبادت ہو اور خود ذمیوں کے نزدیک عبادت نہ ہو جیسے وہ حج کرنے کی وصیّت کرے یا مسجد تعمیر کرانے کی وصیّت کرے یا مسجد میں چراغ روشن کرنے کی وصیّت کرے تو اس کی یہ وصیّت بالاجماع باطل ہے لیکن اگر مخصوص ومتعین لوگوں کے لئے ہو تو جائز ہے، (3) تیسرے یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیّت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک بھی عبادت وقربت ہو اور ان کے نزدیک بھی جیسے بیت المقدس میں چراغ روشن کرنے کی وصیّت کرے تو یہ وصیّت جائز ہے، (۴) چوتھے یہ کے وہ ایسی چیز کی وصیّت کرے جو نہ مسلمانوں کے نزدیک قربت وعبادت ہو اور نہ ذمیوں کے نزدیک جیسے وہ گانے بجانے والی عورتوں یا نوحہ گر عورتوں کے لئے وصیّت کرے تو یہ وصیّت جائز نہیں۔"[37]

اسی طرح اگر کوئی ذمی عیسائی یا یہودی اپنے گھر کو گرجا گر بنانے کی وصیت کرے تو مخصوص شرط کے مطابق یہ بھی جائز ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "یہودی یا عیسائی نے بوقت موت اپنے گھر کو گرجا بنانے کی متعین ومعدود لوگوں کے لئے وصیّت کر دی تو اس کی یہ وصیّت اس کے ثلث حصہ میں جاری ہو گی۔"[38]

2۔ غیر مسلم مستامن کی وصیت

اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی غیر مسلم مستامن کو وصیت کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ چنانچہ اسی ہدایہ میں ہے کہ: "حربی مُستامن کے لئے کسی مسلمان یا ذمی نے وصیّت کی تو یہ جائز ہے۔"[39]

3۔ حربی غیر مستامن کی وصیت

حربی غیر مستامن کی آپس میں ایک دوسرے کو وصیت تو جائز ہے لیکن کسی مسلمان کے ساتھ وصیت کے معاملات ناجائز ہے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے:

انما جازت الوصیة للذمی ولم تجز للحربی لقوله تعالیٰ لاینھکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم، ثم قال انما ینھکم الله عن الذین قاتلوکم فی الدین۔[40]

ترجمہ: خاص ذمی کیلئے وصیت جائز اور حربی کیلئے حرام اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمھیں ان سے نیک سلوک کو منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں، اور تمھیں گھروں سے نہ نکالا پھر فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔"[41]

ہبہ کے احکام میں رعایت

غیر مسلموں سے مصلحت شرعی کے پیش نظر تحائف کا لین دین ہو سکتا ہے لیکن ہتھیار تحفے میں نہ دیے جائیں۔ موطا امام محمد کی عبارت میں ہے:

لاباس بالهدية الى المشرك المحارب مالم يهداليه سلاح اودرع وهو قول ابي حنيفة والعامة من فقهائنا.[42]

ترجمہ: حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو اور یہی قول امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے۔

اور اسی طرح کے جزئیات فتاوی ہندیہ میں بھی ہیں:

قال محمد مايبعثه ملك العدو من الهدية الى امير جيش المسلمين اوالى الامام الاكبر وهو مع الجيش فانه لاباس بقبولها ويصير فيئا للمسلمين وكذلك اذا اهدى ملكهم الى قائد من قواد المسلمين له منعة ولو كان اهدى الى واحد من كبار المسلمين ليس له منعة يختص هو بها۔[43]

ترجمہ: امام محمد نے فرمایا دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ مسلمانوں کے سپہ سالار یا خلیفہ حاضر لشکر کو بھیجے اس کے قبول میں حرج نہیں تو وہ سب مسلمانوں کے لئے مشترک ہو جائے گا یونہی جب ان کا بادشاہ مسلمان کے کسی فوجی سردار کو ہدیہ بھیجے جس کے پاس فوج ہو اگر کسی اسلامی سردار کو بھیجا جس کے پاس اس وقت فوج نہیں تو ہدیہ خاص اسی سردار کی ملک ہو گا۔

اسی فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

لوان عسكرا من المسلمين دخلوا دار الحرب فاهدى اميرهم الى ملك العدو هدية فلاباس به وكذٰلك لو ان امير الثغور اهدى الى ملك العدوهدية و اهدى ملك العدواليه هدية۔[44]

ترجمہ: اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب میں داخل ہو اور سردار لشکر کچھ ہدیہ دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجے اس میں حرج نہیں اور یونہی اگر سرحدوں کا سردار دشمنوں کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ بھیجے اور دشمنوں کا بادشاہ اسے ہدیہ بھیجے۔

وقف کے احکام میں رعایت

اگر کوئی غیر مسلم وقف کر رہا ہے تو اس کا وقف صحیح ہے، کیونکہ وقف کے باب میں مسلمان ہونا شرط ہی نہیں۔ چنانچہ صاحب بہار شریعت وقف کی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "آزاد ہونا۔ غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔ اسلام شرط نہیں، لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے۔"[45]

متفرق احکام میں رعایت کی صورتیں

کتابی کا ذبیحہ

کتابی کا ذبیحہ حلال ہے اگر بوقت ذبح اللہ کا نام لیتا ہو، لیکن اگر وہ شرک کرتا ہو تو اب وہ کتابی نہ رہا بلکہ وہ مشرک ہو جائیگا اور اس کا ذبیحہ بھی حرام ہو گا۔ در مختار میں ہے:

شرط کون الذابح مسلما اوکتابیا ذمیا اوحربیا الا اذا سمع منه عندالذبح ذکر المسیح۔[46]

ترجمہ: ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ذمی یا حربی ہونا شرط ہے، اگر ذبح کے وقت ان سے مسیح کا نام سنا جائے تو ناجائز ہے۔

اور ہدایہ کے اس جزیئے سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ کتابی کا ذبیحہ جائز ہے: "اپنے نوکر یا غلام کو گوشت لانے کے لیے بھیجا، اگرچہ یہ مجوسی یا ہندو ہو وہ گوشت لایا اور کہتا ہے کہ مسلمان یا کتابی سے خرید کر لایا ہوں تو یہ گوشت کھایا جا سکتا ہے۔"[47]

محصول نہ لینے کی صورت

اسلامی ریاست میں صاحبِ نصاب مسلمان سے بطور زکوۃ چالیسواں حصہ اور غیر مسلموں سے ان کے جان و مال کے تحفظ کے طور پر مخصوص مقدار میں محصول لیا جاتا ہے، ذمی غیر مسلم سے بیسواں حصہ اور حربی غیر مسلم سے دسواں حصہ لیا جائیگا۔ لیکن اگر حربی، مسلمان تجار سے کچھ محصول نہیں لیتے تو مسلمان بھی ان سے کچھ نہ لیں گے، یہاں تک کہ اگر حربیوں نے مسلمانوں کا سارا مال لے لیا تب بھی مسلمان ان کا سارا مال نہ لیں گے، بہار شریعت میں تنویر الابصار، در مختار اور رد المختار کے حوالے سے نقل ہے: "مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمّی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ"[48]۔

"حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کُل مال لے لیا ہو تو مسلمان کُل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔"[49]

نتائج بحث

اسلام اپنے اندر موجود اصول و قوانین کے اعتبار سے فطری اور پرکشش دین ہے، احکام میں نرمی اور آسانی مقاصدِ شریعت کی ترجیحات میں سے ہے، معاشرتی معاملات میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو برابری اور کئی معاملات میں اقلیتوں کو رخصت بھی حاصل ہے۔

کسی بھی کافر کے ساتھ سوائے مرتد کے معاملات کو ناجائز سمجھنا جہالت ہے، کافر اصلی حربی، ذمی یا مستامن ہو ہر کسی کے ساتھ معاملات کی اجازت ہے، فقہ حنفی میں غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کے کئی ابواب میں مختلف احکام اور مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں بالخصوص ذمی اور مستامن کے ساتھ کافی معاشرتی انتظامی اور کاروباری مسائل میں مماثلت اور ان کو رخصت حاصل ہے۔ شراب و خنزیر کا مال متقوم بننے، خرید و فروخت میں جواز، نکاح میں مہر بننے اور شراب پینے پر حد نہ لگنے میں بھی رعایت حاصل ہے۔

حوالہ جات

[1] علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، جنتی زیورر، باب ایمانیات مکتبۃ المدینہ کراچی، مئی2006، ص162

[2] وحید الزمان کیرانوی، االقاموس الوحید، الاسلامیہ لاہور کراچی، 1422ھ، ص1127

[3] محمد اَمیین بن عمر عابدین، در مختار وحاشیہ ابن عابدین، دار المعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج4، ص500

[4] عبد الوہاب خلاف، السیاسۃ الشریعۃ او نظام الدولۃ الاسلامیہ، مکتبہ سلفیہ قاہرہ، 1350ھ، ص69

[5] علامہ مفتی احمد رضا خان بریلوی، العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 1412ھ، ج17، ص367

[6] عبد الوہاب خلاف، السیاسۃ الشریعۃ او نظام الدولۃ الاسلامیہ، مکتبہ سلفیہ قاہرہ، 1350ھ، ص69

[7] علامہ مفتی احمد رضا خان بریلوی، العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 1412ھ، ج17، ص367

[8] وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ کویت، الموسوعۃ الفقہیۃ، بہ تغییر، دار السلاسل کویت، ج7، ص1104

[9] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدر المختار، دار المعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج6، ص193

[10] ایضاً، ج2، ص262

[11] علامہ مفتی احمد رضا خان بریلوی، العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 1412ھ، ج14، ص80

[12] علاء الدین ابو بکر مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، 1406ھ، ج2، ص37

[13] علامہ مفتی احمد رضا خان بریلوی، العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 1412ھ، ج14، ص80

[14] زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفۃ بیروت، ج8، ص518

[15] علامہ ابو بکر بن علی حداد "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب السیر، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2006ء، ج2، ص596

[16] احمد بن فراموز ملا خسرو، درر الاحکام شرح غرر الاحکام،، میر محمد کتب خانہ، ج1، ص311

[17] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدر المختار، دار المعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج4، ص309

[18] برھان الدین محمود بن احمد، المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، 2004ء، ج3، ص138

[19] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدر المختار، دار المعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج4، ص347-351

[20] ملا نظام الدین وعلماء ہند، الفتاوی الھندیۃ، دار الفکر بیروت، 1411ھ، ج2، ص281

[21] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدر المختار، دار المعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج4، ص354

[22] ملا نظام الدین وعلماء ہند، الفتاوی الھندیۃ، دار الفکر بیروت، 1411ھ، ج1، ص281

[23] ایضا، ج1، ص284

[24] ایضا، ج1، ص327

[25] زین الدین ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دارالمعرفۃ بیروت، ج6، ص188

[26] علامہ مفتی احمد رضاخان بریلوی، العطایاالنبویہ فی الفتاوی الرضویہ، رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، 1412ھ، ج33، ص139

[27] علامہ طاہر بخاری، خلاصۃ الفتاوی، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ، ج3، ص159

[28] ملانظام الدین وعلماءہند، الفتاوی الھندیۃ، دارالفکر بیروت، 1411ھ، ج4، ص434

[29] ایضا، ج4، ص450

[30] ایضا، ج6، ص24

[31] مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج2، ص389

[32] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدرالمختار، دارالمعرفۃ بیروت، ج8، ص216

[33] علامہ حسن بن منصور قاضی خان، الفتاوی الخانیۃ، پشاور، ج1، ص156

[34] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدرالمختار، ج8، ص200

[35] علامہ محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار، ج8، ص30

[36] ملانظام الدین وعلماءہند، الفتاوی الھندیۃ، ج6، ص454

[37] برھان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، الھدایۃ، داراحیاءالتراث العربی بیروت، ج2، ص536

[38] ایضا، ج6، ص132

[39] ایضا، ج2، ص537

[40] القرآن الکریم، الممتحنۃ: 8، 9

[41] علامہ ابو بکر بن علی حداد "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب السیر، دارالکتب العلمیہ بیروت، 2006ء، ج2، ص630

[42] مؤطاامام محمد، آفتاب عالم پریس لاہور، ج1، ص371

[43] ملانظام الدین وعلماءہند، الفتاوی الھندیۃ، دارالفکر بیروت، الطبعۃ الثانی، 1310ھ، ج2، ص236

[44] ایضا

[45] مفتی امجد علی اعظمی، بہار شریعت، حصہ 10، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج2، ص526

[46] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی، الدرالمختار، دارالمعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج9، ص496

[47] برھان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، الھدایۃ، داراحیاءالتراث العربی بیروت، ج2، ص364

[48] علامہ محمد بن عبداللہ غزنی تمرتاشی، تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، دارالمعرفۃ بیروت، 1420ھ، ج3، ص294

[49] محمد علاؤالدین بن علی حصکفی،، الدرالمختار، ج3، ص295 / علامہ محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار، ج3، ص295، اور بہار شریعت، حصہ 5، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج1، ص911